Article

Bahoor Used in Urdu Poetry: A Research and Critical Reiew

"اردو شاعری میں مستعمل مرکب بحور: تحقیقی و تنقیدی جائزہ"

Zia Ur Rehman*[1]
PhD Scholar, Department of Urdu, University of Swabi, Khyber Pakhtunkhwa
Anbreen Yousaf*[2]
MPhil Scholar, Department of Urdu, MY University, Islamabad
Sadaf Naz*[3]
MPhil Scholar, Department of Urdu, MY University, Islamabad

[1] **ضیاء الرحمان***[1]
پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ اردو، یونیورسٹی آف صوابی، خیبر پختونخواہ
عنبرین یوسف
ایم فل اسکالر، شعبہ اردو، مائی یونیورسٹی، اسلام آباد
صدف ناز
ایم فل اسکالر، شعبہ اردو، مائی یونیورسٹی، اسلام آباد

Correspondance: zia.swabi251@gmail.com

eISSN:**3005-3757**
pISSN: **3005-3765**

Received: 22-10-2023
Accepted:20-12-2023
Online:29-12-2023

Copyright:© 2023 by the authors. This is an access-openarticle distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license

Abstract: Urdu has its own metrical system like all other languages of the world which determines the structure, quality and pertinence of the verse. Urdu has benefited from Arabic and Persian languages as it is a compound and absorbent language; even there are some poetical forms that have been included in Urdu language and they are originally from the mentioned other two languages; especially the science of metrical structure of the poetry has been adopted in pursuance of Arabic and Persian languages, which is called “Ilm-e-Urooz”.There are seven “Mufrad Buhoor” while twelve “Murakkab Buhoor” out of total nineteen “Buhoor” prevailing in Arabic and non-Arabic metrical structures. But there is no “Bahr” out of these twelve “Murakkab Buhoor” that is in common absolute use in Urdu poetry, however, there have been poetic works that adopt the

"Zuhaf Awzan" of these "Buhoor". About six of these "Buhoor" have been in common use in poetic works out of those twelve and the other six have been abandoned as they were not according to the style of Urdu language.

KEYWORDS: Urdu, Urooz , wazan , Bahoor, Poetry, Classical Poetry

موضوع: مقالہ کا موضوع "اردو شاعری میں مستعمل مرکب بحور" کے پہلے حصہ میں علمِ عروض کی بنیادی باتوں کو موضوع بنا گیا ہے جبکہ دوسرے حصہ میں اردو شاعری میں مروّج مرکب بحور کو زیرِ غور لایا گیا ہے۔

طریقہ کار: مقالہ کو ترتیب دیتے وقت یہ طریقہ کار اپنایا گیا ہے کہ پہلے علمِ عروض اور اس کے پس منظر کا بغور مطالعہ کیا گیا جبکہ پھر دورِ حاضر کے مقبول شعرا کے کلام سے مثالیں پیش کی گئی ہیں۔

شعر کہنا ایک الہامی وصف ہے، افکار و جذبات کو لفظوں کی زبان دینا اس قدر آسان کام بھی نہیں جس قدر سمجھا جاتا ہے بلکہ اگر کسی کے خیال کے مطابق شعر کہنا قافیہ پیمائی ہے تو یہ قافیہ پیمائی کرنا بھی کوئی آسان کام نہیں بہر حال یہ ایک حقیقت ہے کہ ایک شاعر یا نثر نگار ایک تخلیق کار ہونے کے ساتھ ساتھ خود ایک بڑا نقاد بھی ہوتا ہے، اپنے فن پارے پر بار بار تنقیدی نظر دوڑاتے ہیں اور خوب کانٹ چھانٹ کے بعد اپنا فن پارہ قارئین کے سامنے پیش کرتا ہے، فکر یا جذبہ کو جو لفظوں کی زبان مل گئی بس مل گئی باقی ایک تخلیق کار خواہ شاعر ہو یا افسانہ، ڈرامہ نگار ہو یا ناول نگار جس قدر محنت کرتے ہیں وہ فنی لوازمات کو سامنے رکھ کر کرتے ہیں اس لیے تو ادب کا کوئی بھی صنف ہو نظم یا نثر فکر اور جذبہ کے ساتھ فن ایک لازمی جزہے کیونکہ ایک اچھی بات کو اگر سلیقے سے پیش نہ کی جائے تو بے کار اور بے معانی معلوم ہوتی ہے،

شاعری کے لیے دیگر فنون سخن کے ساتھ ساتھ علم عروض کا جاننا بھی بہت ضروری ہے کیونکہ ایک اچھی بات، اچھے سوچ اور جذبے کو اگر خوبصورت الفاظ میں پیش کیا جائے لیکن اس کے اندر وزن نہ ہو یا وزن ہو، موسیقیت بھی موجود ہو لیکن ارکانِ بحر میں ربط موجود نہ ہو ایک مصرعہ ایک بحر میں اور دوسرا مصرعہ کسی دوسری بحر میں ہو تو یہ کلام معیاری شاعری میں شمار نہیں کیونکہ ہر چیز اور کام ناپنے کے لیے کچھ خاص قواعد اور پیمانے موجود ہیں اس طرح شاعری کا آہنگ معلوم کرنے کے لیے بھی کچھ قواعد اور پیمانے موجود ہیں جو علم عروض کے نام سے معروف ہیں تو یہ بات مسلم ہے کہ شعر کے لیے وزن کا ہونا نہایت ضرور ہے، ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد نے نکاتِ فن کے حوالے ایک اقتباس نقل کی ہے جس سے شعر کے لیے وزن کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

"جس طرح موسیقی کے دو جز لاینفک آوز اور تال ہیں اسی طرح شعر کے اجزائے لاینفک خیال اور وزن ہیں۔ دونوں میں سے کسی ایک کو حذف کر دیں تو شعر شعر نہیں رہتا۔(1)۔

یہ الگ بات کہ عروض سیکھے بغیر بھی ایک شخص شاعری کر سکتا ہے اور علم عروض سیکھنے کے باوجود بھی ایک شخص شاعر نہیں بن سکتا لیکن پھر بھی شاعری کرنے کے لیے علم عروض سے آگاہی ضروری ہے۔

علم عروض جیسے وقیع موضوع پر اس مختصر مضمون میں احاطہ کرنا تو کیا ایک رسالہ میں بھی بنیادی باتوں کا احاطہ کرنا مشکل ہے لیکن یہاں صرف عروض کے ایک جز یعنی مرکب بحور کو زیرِ غور لائیں گے اور پھر مرکب بحور کے بھی تمام زحاف اوزان کا احاطہ کرنا مشکل ہے لیکن چند اہم اور معروف اوزان پر بات ہو گی،

بحر اور وزن پر بات کرنے سے پہلے یہ بات ضروری ہے کہ اساتذۂ عروض کے مطابق وزن اور بحر کی تعریف لکھی جائے کیونکہ یہ دونوں ایک چیز نہیں بلکہ الگ الگ چیزیں ہیں۔

وزن: پہلے یہ بات ہو چکی کہ شعر کے لیے وزن ایک لازمی جز ہے تو عروض کی کتابوں میں وزن کی جو تعریفیں لکھی ان کی روشنی میں وزن شعری اور رعروضی اصطلاح میں پیش کرتے ہیں۔

جابر علی سید نے وزن کے حوالے سے چند اہم تعریفیں لکھیں ہیں جس سے وزن اور بحر کے درمیاں فرق واضح ہو جاتا ہے۔

"وزن مراد ہے اس ہیئت سے جو نظام ترتیب حرکات و سکنات اور ترتیبِ حروف اور تناسب عدد حروف اور مقدار کے تابع ہو، ایسے نہج پر کہ اس سے ایک خاص لذت کا ادراک کرے اور اس ادراک کو ذوق کہتے ہیں، تناسبِ عدد سے یہ مراد ہے کہ ارکان مصرعوں کے مساوی ہو اور مقدار کے تناسب سے یہ مراد ہے کہ ارکان مصرعوں کے مساوی ہو اور مقدار کے کے تناسب سے یہ مراد ہے کہ ارکان باہم مقدار اور حروف میں متناسب اور متقارب ہو، پس جو مصرع تین مفعولن پر مشتمل ہو گا وہ اس مصرع کا جو تین مستفعلن پر مشتمل ہو ہم وزن نہ ہو گا"۔(2)

"وزن شعر مختلف ہجاؤں کے ایسے سلسلوں میں تقسیم کا نام ہے جو متساوی اور متشابہ ہوں، یا ان کے عدم تساوی اور عدم تشابہ میں ایک نظم یا ترتیب موجود ہو اور ان سلسلوں میں سے ہر سلسلے کے ایک ہجا پر صوتی کشش کے ذریعے ان سلسلوں کو ایک دوسرے سے جدا کرتی ہو"(3)

اگر ہم چند سادہ اور آسان لفظوں میں وزن کی تعریف کریں تو یوں ہو سکتی ہے کہ وزن شعری اصطلاح میں ارکانِ عشرہ کے ایک خاص تریتب سے پیدا ہونے والے صوتی ہجاؤں کی پیائش یعنی حرکات و سکنات سے پیدا ہونے والی کیفیت اور اس کی پیمائش کا نام ہے لیکن خیال رہے کہ یہ اس مصرع یا شعر کا آہنگ نہیں بلکہ وزن ہو سکتا ہے جبکہ آہنگ الگ چیز ہے کیونکہ وزن سے شعر کی حالت اور ارکان معلوم کیے جاسکتے ہیں جبکہ آہنگ نثر میں بھی موجود ہوتا ہے لیکن اگر وزن کے ساتھ پیوست کر کے آہنگ کا معلوم کرنا ہو تو پھر بات موسیقیت کی طرف جاتی ہے کہ جس بحر کا آہنگ جس قدر تیز ہو اس میں نغمگیت اور موسیقت زیادہ پائی جاتی ہے۔

بحر: وزن ہمیں جن ارکان کی نشاندہی کراتا ہے تو وہی ارکان کے ایک خاص ترتیب سے بحریں وجود پاتی ہے کیونکہ ارکان کے ایک خاص ترتیب جو عروض کی کتابوں میں ملتی ہے سے قواعد کی روشنی میں ان کی تکرار سے بحریں بنتی ہے کیونکہ ارکانِ عشرہ جن سے مروجہ بحور بنی ہیں کی تکرار کی ایک خاص ترتیب ہے اور اگر اس ترتیب کا خیال نہ رکھا جائے تو پھر تو ایک بحر سے کئی نئی بحریں نکل سکتی ہیں لیکن پھر اس پر گرفت رکھنا اور یاد کرنا آسان کام نہیں اور پھر اس کے لیے کچھ اصول اور ضوابط بھی بنانے ہونگے کہ کس بنا پر فلاں رکن کو فلاں رکن کے ساتھ ملا کر بحر وجود میں آئی۔

مختصر یہ کہ جو ارکان افاعیل ہیں ان کی تکرار سے بحریں بنتی ہے جب رکن سالم حالت میں مستعمل ہو تو بحر بھی سالم کہلاتی ہے اور جب رکن کے ٹکڑے آپس میں مل کر بحر کی صورت اپنائیں تو پھر کسی بحر کے مزاحف صورتیں وجود میں آتی ہیں لیکن وہ بھی کسی خاص قواعد کی روشنی۔

اکانِ عشرہ: وہ ارکان جن کی تکرار سے بحریں بنی ہیں درج ذیل ہیں یہ تعداد میں آٹھ ہیں لیکن دو ارکان منفصل لکھنے کے سبب دس بن جاتے ہیں اس لیے ارکان عشرہ بھی کہتے ہیں اور ارکان افاعیل بھی۔

عروض کو ہندی پنگل سے پیوست کرنے والوں نے کچھ نیے ارکان کی بھی نشاندہی کی ہیں بعض کتابوں میں یہ تعداد چودہ تک دکھایا گیا ہے لیکن جو معروف ہیں وہ یہی دس ہیں باقی جو ارکان ہیں وہ ان کے زحاف شکلوں سے اخذ کیے جاسکتے ہیں اس لیے یہی دس ارکان لکھتے ہیں۔

فعولن، فاعلن، مفاعیلن، فاعلاتن، مستفعلن، متفاعلن، مفاعلتن، مفعولاتُ مس تفع لن (منفصل) فاع لاتن (منفصل)۔

ان ارکان کی تکرار سے دو قسم کی سالم بحریں بنتی ہیں مفرد اور مرکب بحور،

مفرد بحور وہ ہیں جو ایک رکن کی تکرار سے بنی ہو جیسے فعولن فعولن فعولن فعولن (متقارب مثمن سالم)

اور مرکب بحور وہ ہیں جو دو ارکان کی خاص ترتیب سے بنی ہو، اس موقع پر ان مرکب بحور کو زیر غور لایا جائگا مفرد بحور کو نہیں۔

خلیل بن احمد نے جو پندرہ بحریں وضع کی تھیں ان میں چھے مفرد اور نو مرکب ہیں اس طرح بعد میں جب اہلِ فارس نے مزید چار بحریں وضع کی تو سوائے متدارک کے باقی مرکب تھیں، یہاں ایک بات کی وضاحت ضروری ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ نئی بحریں وجود میں آئی ہیں بعض ارکان کے نئی ترتیب سے اور بعض ایسی تھی جو ان رکان کے زحاف اوزان سے بنی ہے ہیں ان کی تعداد عروض کی کتابوں میں مختلف ہے ان میں بعض مروج ہوئی اور بعض متروک ہوئی لیکن وہ بحریں اور اوزان، جیسے بحر جمیل، عمیق، عریض، نہال، شمیم مرغوب، جامہ، ہندی، زمزمہ وغیرہ اس موضوع کا حصہ نہیں یہاں پر صرف ان مرکب بحور پر بات ہوگی جو عرب و عجم میں معروف انیس بحریں ہیں، ان انیس بحروں میں سات بحریں مفرد ہیں جبکہ بارہ بحریں مرکب ہیں اور پھر ان بارہ بحروں میں سے بھی بعض بحریں ایسی تھیں جو عربی اور فارسی کے مزاج کے ساتھ خاص تھیں اور اردو میں مروج نہ ہو سکی، وہ بارہ مرکب بحریں درج ذیل ہیں۔

1۔ طویل، 2، مدید، 3، بسیط، 4، سریع، 5 منسرح، 6۔ خفیف، 7۔ مضارع، 8۔ مقتضب، 9۔ مجتث، 10۔ جدید، 11۔ قریب، 12 مشاکل۔ ان بارہ بحور میں بھی اکثر بحریں اردو کے مزاج کے ساتھ مطابقت نہ رکھتی تھیں اس لیے وہ بھی متروک ہوئیں اور جن مرکب بحور میں اردو شعراء نے بالعموم شاعری کی ہیں درج ذیل ہیں۔

اردو شاعری میں مروج مرکب بحور: مرکب بحور میں چھے بحریں ایسی ہیں جن میں اردو شعرا نے طبع ازمائی کی ہیں لیکن پھر ان میں سے بھی بعض بحریں ایسی ہیں کہ رفتہ رفتہ متروک ہونے کی طرف نزدیک ہیں۔

1۔ بحر مضارع: مفاعیلن فاع لاتن مفاعیلن فاع لاتن (شعر میں دوبار)

2۔ بحر مجتث: مس تفع لن فاعلاتن مس تفع لن فاعلاتن۔

3۔ بحر خفیف: فاعلاتن مس تفع لن فاعلاتن مس تفع لن۔

4۔ بحر منسرح: مستفعلن مفعولاتُ مستفعلن مفعولاتُ

5۔ بحر سریع: مستفعلن مستفعلن مفعولاتُ۔

6۔ بحر مقتضب: مفعولاتُ مستفعلن مفعولاتُ مستفعلن۔

یہ چھے مرکب بحریں ایسی ہیں جو شعرائے اردو نے استعمال میں لائی ہیں لیکن ایک بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ یہ تمام بحریں اردو شاعری میں سالم مستعمل نہیں ان کے زحاف اور زن میں شعراء اردو نے طبع ازمائی کی ہیں۔

ہاں ایک بات کہ ماہرین عروض نے بطور نمونہ کلام پیش کرنے کے لیے سالم اوزان میں کلام نظم کیا ہے لیکن وہ صرف نمونہ پیش کرنے کے لیے اس لیے ایسی شاعری معمول کے اوزان شاعری میں شامل نہیں۔

مذکورہ چھے بحور میں یہ آخری دو بحریں مقتضب اور سریع ایسی ہیں کہ کم مستعمل ہیں باقی یہ چار بحریں ایسی ہیں کہ سالم تو اردو شاعری میں مستعمل نہیں لیکن زحاف اوزان میں زیادہ مستعمل ہیں۔

1۔ بحر مضارع: مفاعیلن فاع لاتن مفاعیلن فاع لاتن (شعر میں دوبار)۔

یہ مرکب بحر ہے جو دو ارکان مفاعیلن اور فاع لاتن کی تکرار سے بنی ہے دونوں ارکان کا پہلہ حصہ وتد اور دوسرا حصہ دو اسباب پر مشتمل ہیں لیکن جو فرق ہے وہ یہ ہے کہ پہلے رکن کا پہلہ حصہ "مفا" وتد مجموع ہے جبکہ دوسرے رکن کا پہلہ حصہ "فاع" وتد مفروق ہے اس لیے ان ارکان کے زحافات کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے یہ بحر رادو شاعری میں سالم مستعمل نہیں لیکن اس کے زحاف اوزان کثیر الاستعمال اوزن میں سے ہیں۔

اس بحر کے جو معروف اوزن ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

1۔ مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف / مقصور، مفعول فاعلاتُ مفاعیل فاعلن / فاعلان۔

مضارع کا یہ وزن اردو شاعری میں معروف اور مروجہ اوزان میں سے ہیں، اس وزن کی ایک مخنق صورت یہ بھی بن سکتی ہے جو بوقتِ ضرورت استعمال کی جاسکتی ہے۔

مفعول فاعلاتن مفعول فاعلن / فاعلان، دوسرے اور تیسرے رکن میں تخنیق واقع ہونے سے ایک اور وزن حاصل ہوا جو اخرب سالم اخرب محذوف / مقصور کے نام سے بھی موسوم ہیں لیکن یہ دراصل مخنق وزن ہیں۔

اردو کے تقریباً زیادہ شعراء نے اس وزن میں کلام نظم کیا ہے۔

فراز اور قتیل شفائی نے کثرت سے مضارع کے اس وزن میں طبع ازمائی کی ہیں۔

غزل نمبر 1: یوسف نہ تھے مگر سرِ بازار آ گئے ----خوش فہمیاں یہ تھی کہ خریدار آ گئے

سورج کی دوستی پہ جنہیں ناز تھا فراز ------وہ بھی تو زیرِ سائہ دیوار آ گئے (4)

غزل نمبر 2: روک آنسوؤں کو دامنِ زخمِ جگر نہ کھول ----جیسا بھی حال ہو نگہ ءیار پر نہ کھول۔

جب شہر لٹ گیا تو کیا گھر کو دیکھنا ------کل آنکھ نم نہیں تھی تو اب چشمِ تر نہ کھول۔ (5)۔

قتیل کی غزلیں بطورِ نمونہ جو اس بحر اور وزن میں ہیں، غزلیں تو زیادہ ہیں صرف دو غزلیں پیش کرتے ہیں۔

:1 جب سے اسیر زلف گرہ گیر ہو گیا -------میں بے نیاز حلقہ ءِ زنجیر ہو گیا۔

جانا کہاں بھلا تری محفل کو چھوڑ کر ------میں آپ اپنے پاؤں کی زنجیر ہو گیا۔ (6)۔

غزل نمبر 2: یوں آرہا ہے آج لبوں پر کسی کا نام -----ہم پڑھ رہے ہوں جیسے چھپا کر کسی کا نام۔

ماتم سرا بھی ہوتے ہیں کیا خود عرض قتیل -----اپنے غموں پہ روتے ہیں لے کر کسی کا نام۔ (7)۔

قتیل اور فراز دونوں کی غزلیات میں غزل نمبر ۱ کا وزن مثمن مکفوف محذوف اور غزل نمبر 2 کا وزن مکفوف مقصور ہے اگر چہ غزل کے دیگر اشعار کے رکنِ عروض میں تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں لیکن جو بنیادی اوزن ہیں وہ مکفوف محذوف اور مکفوف مقصور ہیں۔

تقطیع ان اشعار کی اس طرح ہے۔

	مفعول	فاعلات	مفاعیل	فاعلن۔
فراز۔	یوسف نہ	تھے مگر س ربازار		آ گئے۔
	خوش فہم	یا یہ تھیں کہ	خریدار	آ گئے۔
قتیل۔	جب سے ا	سیر زلف	گرہ گیر	ہو گیا
	میں بے ن یاز حلقہ	ءِ زنجیر		ہو گیا۔

یہ وہ غزلیں تھیں جن کا بنیادی وزن مکفوف محذوف ہے اب ان غزلوں کی تقطیع لکھتے ہیں جن کا بنیادی وزن مکفوف مقصور ہے، یعنی رکنِ عروض میں فاعلن کی جگہ فاعلان آیا ہے۔

	مفعول	فاعلات	مفاعیل	فاعلان،
فراز کی غزل۔	روک آنسوؤ کو دام	نِ زخمِ ج	گر نہ کھول۔	
	جیسا بھی	حال ہو ن	گہ ءیار	پر نہ کھول۔

قتیل کی غزل۔	یوں آر	ہا ہے آج	لبوں پر کِ سی کا نام۔	
	ہم پڑھ ر	ہے ہوں جیسے	چھپا کر کِ	سی کا نام۔

اردو شاعری میں یہ وزن کثیر الاستعمال اوزان میں سے ہیں اور اکثر شعرائے اردو نے اس وزن میں شاعری کی ہے اس بحر کی دیگر اوزان بھی ہیں جن میں شعراء نے طبع ازمائی کی ہے لیکن سارے اوزان کا تذکرہ اس مختصر مضمون میں مشکل ہیں صرف ایک اور وزن کا ذکر کرتے ہیں۔

مضارع مثمن اخرب سالم، مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن۔

اس میں پہلا اور دوسرا رکن اخرب جبکہ تیسرا اور چوتھا رکن سالم مستعمل ہے، اقبال کا کلام جو اس وزن میں ہیں۔

سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمار-----ہم بلبلیں ہیں اس کی یہ گلستاں ہمارا۔(اقبال)

تقطیع۔	مفعول	فاعلاتن	مفعول	فاعلاتن۔
	سارے ج	ہاں سے اچھا	ہندوس	تا ہمارا۔
	ہم بلبُ	لیں ہیں اس کی	یہ گلس	تا ہمارا۔

قتیل کی غزل جو اس وزن میں ہیں لیکن ایک اعتبار سے عروضی تجربہ بھی ہے کہ مثمن کی بجائے مسدس مضاعف ہے یعنی ایک رکن کا اضافہ کیا ہے ایک مصرع میں چھے ارکان ہیں اور شعر میں بارہ ارکان۔

جب درمیاں ہمارے، یہ سنگدل زمانہ، دیوار چن رہا تھا

میں ضبط کی حدوں میں، تیری خموشیوں کی، گفتار سن رہا تھا۔(8)

تقطیع:مفعول	فاعلاتن	مفعول	فاعلاتن	مفعول	فاعلاتن۔
جب درم	یاں ہمارے	یہ سنگ	دل زمانہ	دیور	چن رہا تھا۔
میں ضبط	کی حدوں میں	تیری خ	موشیوں کی	گفتار	سن رہا تھا۔

2:بحر مجتث مثمن سالم، مس تفع لن فاعلاتن مس تفع لن فاعلاتن۔

یہ مرکب بحر اردو شاعری میں سالم مستعمل نہیں لیکن اس بحر کے زحاف اوزان میں شعراء طبع ازمائی کی ہے جو معروف اور مروجہ اوزان ہیں ان کا ذکر کریں گے لیکن ان میں بھی تمام اوزن کا احاطہ کرنا ممکن نہیں جو زیادہ معروف ہیں وہ درج زیل ہیں۔

مجتث مثمن محبون محبون محذوف، مفاعلن فعِلاتن مفاعلن فعِلن۔

اس بحر کی یہ سب سے زیادہ معروف اور مروّج وزن ہیں جو شعرائے اردو نے کثرت سے استعمال کی ہے لیکن عروض و ضرب میں معمولی ترمیم سے مزید کچھ چند اوزان حاصل کیے جاسکتے ہیں جن کا عروضی اجازت ہے اور سب کا ایک ہی نظم میں خلط بھی جائز ہیں لیکن شاعرانہ مہارت ضرور چاہتا ہے تبھی ایک شاعر اس سے کلام میں رنگارنگی لا سکتا ہے، اردو کے تقریباً تمام شعراء نے اس وزن کو استعمال میں لایا ہے چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔

اس وزن کے جو رعایتی اوزان ہیں جن میں شعرائے اردو نے شاعری کی ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

مجتث مثمن محبون محبون محذوف مسکن (مفاعلن فعِلاتن مفاعلن فعلن) فعلن (عین ساکن)۔

مثمن محبون مقصور (مفاعلن فعِلاتن مفاعلن فعِلان)

مثمن محبون مقصور مسکن (مفاعلن فعِلاتن مفاعلن فعلان) فعلان (عین ساکن)۔

سنا ہے لوگ اسے آنکھ بھر کے دیکھتے ہیں-----سو اس کے شہر میں کچھ دن ٹھہر کے دیکھتے ہیں۔(9)۔

وہ شخص جس کو مری زندگی میں آنا تھا----سنا ہے اس کے تعاقب میں اک زمانہ تھا۔

نہ تھا پسند کسی کو بھی دل کا دل سے ملاپ------مگر ہمیں تو دیے سے دیا جلانا تھا۔

بہت قریب، بہت ہی قریب تھا صیاد-------قفس سے دور بہت دور آشیانہ تھا۔(10)

فراز کی غزل کا بنیادی وزن مجتث محبون محذوف ہے اور قتیل کی غزل میں مزید تین اوزان کا خلط ہے یعنی بنیادی وزن تو محذوف مسکن ہے لیکن پھر دوسرے شعر کا وزن محبون مقصور اور تیسرے شعر کا وزن محبون مقصور مسکن ہے اس لیے تینوں اشعار لکھیں تاکہ اوزان کی وضاحت ہو جائے، یہ کثیر الا استعمال بحر ہیں اس لیے اکثر شعراء نے یہ ابحر استعمال کی ہے لیکن میں نے صرف بطورِ نمونہ قتیل اور فراز کے اشعار لکھ دیے ہیں۔

مفاعلن　　فعِلاتن　　مفاعلن　　فعِلن۔

سنا ہے لو　　گ اسے آ　　نکھ بھر کے دے　　کھتے ہیں۔(محبون محذوف

سو اس کے شہ　　ر میں کچھ دن　　ٹھہر کے دے　　کھتے ہیں۔

اب قتیل کی غزل کے اشعار کی تقطیع لکھتے ہیں جس میں انہوں نے تینوں اوزن کا خلط لایا ہے۔

مفاعلن　　فعِلاتن　　مفاعلن　　فعلن۔　　(محذوف مسکن)

وہ شخص جس　　کو مری زن　　دگی میں آ　　نا تھا۔

سنا ہے اس کے تعاقب　　میں اک زما　　نا تھا۔

شعر 2۔　مفاعلن　　فعِلاتن　　مفاعلن　　فعِلان۔　　(محبون مقصور)۔

نہ تھا پسن　　د کسی کو　　بھی دل کا دل　　سے ملاپ۔

مگر ہمیں　　تو دیے سے　　دیا جلا　　نا تھا۔

شعر 3۔　مفاعلن　　فعِلاتن　　مفاعلن　　فعلان۔　　(محبون مقصور مسکن)

بہت قری　　ب بہت ہی　　قریب تھا　　صیاد۔

قفس سے دو　　ر بہت دو　　ر آشیا　　نا تھا۔

اس بحر کے مزید بھی کچھ اوزن مروّج ہیں لیکن اختصار کے باعث اس کا ذکر نہیں کر سکتے۔

3۔ بحر خفیف: دائرہ متوافقہ سے نکلنے والی یہ بحر مثمن الاصل ہیں لیکن اردو میں مسدس ہی مروّج ہے، اس کے ارکان، فاعلاتن مس تفعلن فاعلاتن مس تفعلن ہے لیکن مسدس فاعلاتن مس تفعلن فاعلاتن ہے۔

دیگر مرکب بحور کی طرح یہ بحر بھی اردو شاعری میں سالم مستعمل نہیں عروضی تجربہ کے لیے جو کلام نظم ہوا ہے وہ صرف بطور نمونہ پیش کی جاسکتی ہے مروج نہیں، اردو شاعری میں اس بحر کا جو معروف وزن ہے وہ یہ ہے۔

بحر خفیف مسدس مخبون محذوف، (فاعلاتن مفاعلن فعِلن)۔

صدر، ابتدا، عروض اور ضرب میں معمولی سی تبدیلی سے مزید چند اوزان حاصل کیے جاسکتے ہیں جن کی تفصیل عروض کی کتابوں میں دیکھی جاسکتی ہے یہاں اجمالاً اس کی طرف اشارہ کیا جائے گا۔

مسدس مخبون کی جو معروف اور مروّج اوزان ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

خفیف مسدس مخبون محذوف۔ فاعلاتن مفاعلن فعِلن۔(فعِلن، عین مکسور)۔

خفیف مسدس مخبون محذوف مسکن۔ فاعلاتن مفاعلن فعلن (عین ساکن)۔

خفیف مسدس مخبون مقصور، فاعلاتن مفاعلن فعِلان۔

خفیف مسدس مخبون مقصور مسکن۔

اب چند اشعار بطورِ نمونہ پیش کرتے ہیں ویسے تو اس بحر کے یہ اوزان اردو شاعری میں بہت زیادہ مستعمل ہے لیکن یہاں چند اشعار بطور مثال پیش کرتے ہیں، فراز اور قتیل نے اس بحر میں خوبصورت غزلیں کہیں ہیں۔

فراز کی غزل جو مسدس مخبون محذوف وزن میں ہے درج ذیل ہے۔

1: دل بدن کا شریکِ حال کہاں ------ہجر پھر ہجر ہے وصال کہاں۔

مقطع۔ اب تو شہرمات ہورہی ہے فراز ----اب بچاؤ کی کوئی چال کہاں ۔(11)۔

2: ابنِ مریم ہوا کرے کوئی ------میرے دکھ کی دوا کرے کوئی (غالب)۔

3: توڑ کر خوابِ دلربا چپ چاپ -----جانے والا چلا گیا چپ چاپ۔(12)۔

مندرجہ بالا اشعار میں معروف اور مروّج چار اوزان کا استعمال ہوا ہے اس لیے اب ان اشعار کی تقطیع کے دوران اس کی وضاحت ہو جائے گی۔

مسدس مخبون محذوف لاخر / مقصور الاخر، فاعلاتن مفاعلن فعِلن / فعِلان۔ فراز کے اشعار۔

	فاعلاتن	مفاعلن	فعِلن۔	
تقطیع:	دل بدن کا	شریکِ حا	ل کہاں۔	
	ہجر پھر ہج	رہے وصا	ل کہاں۔	(مخبون محذوف)۔
مقطع۔	فاعلاتن	مفاعلن	فعِلان۔	
	اب تو شہرمات ہورہی	ہے فراز۔		(مخبون مقصور)۔

اب بچاؤ	کہ کوئی چا	ل کہاں۔

فراز کے اشعار مخبون محذوف اور مخبون مقصور وزن میں تھے اور غالب، قتیل کے اشعار محذوف مسکن اور مخبون مقصور مسکن وزن میں ہیں ان کی تقطیع لکھی جاتی ہے تا کہ وضاحت ہو جائے۔

فاعلاتن	مفاعلن	فعلن۔	(مخبون محذوف مسکن)۔
ابنِ مریم	ہوا کرے	کوئی۔	
میرے دکھ کی	دوا کرے	کوئی۔	

قتیل کا شعر --	فاعلاتن	مفاعلن	فعلان،	(مخبون مقصور مسکن)۔
	توڑ کر خوا	بِ دلبرا	چپ چاپ۔	
	جانے والا	چلا گیا	چپ چاپ۔	

اس وزن کے صدر، ابتدا، عروض اور ضرب میں تبدیلی سے اور بھی اوزان حاصل ہوتے ہیں لیکن اختصار کے باعث ہم اس پر اکتفا کرتے ہیں، صرف رکن عروض میں تبدیلی سے جو اوزان بنے اس پر بات ہوئی۔

4۔بحر منسرح: یہ مرکب بحر دو ارکان کی تکرار سے بنی ہے، مستفعلن مفعولاتُ مستفعلن مفعولاتُ، سالم بحر میں آخری حرف متحرک ہے اور اردو میں ایسے بہت کم ہے بلکہ نہ ہونے کے برابر ہیں اس لیے یہ بحر اردو شاعری میں سالم مستعمل نہیں البتہ اس بحر کے زحاف اوزان میں شاعری ملتی ہے لیکن وہ بھی شاعر کی قادر الکلامی ظاہر کرتی ہے کیونکہ یہ بحر اردو میں کثیر الاستعمال بحور میں سے نہیں بلکہ شعراء نے بہت کم اس طرف توجہ دی ہے اگر اس کے زحاف اوزان بہت خوش آہنگ ہیں لیکن پھر بھی شعراء نے بہت کم توجہ دی اور اگر کسی شاعر نے اس بحر میں طبع آزمائی بھی کی تو صرف ایک دو غزلوں تک دیگر مرکب بحور کی طرح نہیں البتہ اقبال نے دیگر شعراء کی نسبت
زیادہ اشعار اس بحر کے مروّجہ اوزان میں نظم کی ہیں جو اس کی قادرالکلامی اور عروض شناسی ظاہر کرتی ہے، غالب، قتیل، غلام محمد قاصر اور بعض دیگر شعراء نے بھی اس بحر میں کلام نظم کیا ہے۔

1۔ منسرح مثمن مطوی مطوی مطوی موقوف۔ مفتعلن فاعلات مفتعلن فاعلان۔

اس وزن میں اقبال کے جو اشعار ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

تیری متاعِ حیات، علم و ہنر کا سرور----میری متاعِ حیات، ایک دلِ ناصبور (اقبال)

تقطیع:	مفتعلن	فاعلات	مفتعلن	فاعلات۔
	تیری متا	عِ حیات	علم و ہنر	کا سرور۔
	میری متا	عِ حیات	ایک دلِ	ناصبور۔

2: منسرح مثمن مطوی مطوی مکسوف / موقوف۔ مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلات۔

سلسلہء روز و شب نقش گرِ حادثات------سلسلہء روز و شب اصلِ حیات و ممات۔(اقبال)۔

	مفتعلن	فاعلن	مفتعلن	فاعلات۔
تقطیع:	سلسلہء	روزوشب	نقشِ گرِ	حادثات۔
	سلسلہء	روزوشب	اصلِ حیا	ت ومُمات۔

3۔ منسرح مثمن مطوی مکسوف۔ مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلن۔

اقبال کی نظم "مسجدِ قرطبہ" کا وزن یہی ہے ایک شعر تقطیع لکھتے ہیں۔

اوّل و آخر فنا، باطن و ظاہر فنا-------نقشِ کہن ہو کہ نو منزلِ آخر فنا۔

تقطیع:	مفتعلن	فاعلن	مفتعلن	فاعلن۔
	اوّل و آ	خر فنا	باطن و ظا	ہر فنا۔
	نقشِ کہن	ہو کہ نو	منزلِ آ	خر فنا۔

4۔ منسرح مثمن مطوی مجدوع مجدوع مکشوف / مفتعلن فاعلن / فاعلات مفتعلن فع / فاع۔

آ کہ مری جان کو قرار نہیں ہے-----طاقتِ بیدادِ انتظار نہیں ہے (غالب)۔

	مفتعلن	فاعلن / فاعلات	مفتعلن	فع۔
تقطیع	آ کہ مری	جان کوق	رار نہیں	ہے
	طاقتِ بے	دادِ ان تِ	ظار نہیں	ہے۔

قتیل شفائی کی اک غزل بھی منسرح کے اس وزن میں ہیں جو درج ذیل ہیں۔

حسن اگر میرا احتساب کرے گا-----اپنی اداؤں کو بے نقاب کرے گا۔ (قتیل شفائی)۔

	مفتعلن	فاعلات	مفتعلن	فع۔
تقطیع:	حسن اگر	میرا احتِ	ساب کرے	گا۔
	اپنی ادا	ؤں کو بے نِ	قاب کرے	گا۔

5۔ بحر سریع: یہ مرکب بحر دو ارکان مستفعلن مفعولاتُ کی تکرار سے بنی ہے لیکن اردو میں یہ مسدس ہی مستعمل ہے اس بحر کا مسدس سالم وزن اس طرح ہے، مستفعلن مستفعلن مفعولاتُ،

چونکہ اس سالم بحر میں آخری حرف متحرک ہے اس لیے اردو میں سالم مستعمل نہیں البتہ اس کے زحاف اوزان میں شعرا ءنے طبع آزمائی کی ہے لیکن رفتہ رفتہ اس بحر کا استعمال معدوم ہوتا جا رہا ہے۔

اردو شاعری میں اس بحر کا جو زحاف وزن معروف ہے وہ اس طرح ہے۔

بحر سریع مسدس مطوی مکشوف / موقوف۔ مفتعلن مفتعلن فاعلن / فاعلان، اگرچہ یہ وزن رجز کے مسدس سے بھی حاصل کی جاسکتی ہے لیکن چونکہ سریع کا یہ وزن مستعمل ہے اس لیے سریع کہنا زیادہ مناسب ہے

قتیل شفائی کی غزل جو اس وزن میں ہے خاصی مقبول ہو چکی ہے اس غزل میں ان دونوں اوزان کا خلط بھی ہوا ہے مکشوف اور موقوف کا، غزل کے دو اشعار لکھ کر تقطیع سے فرق واضح ہو جائے گا۔

ہاتھ دیا اس نے مرے ہاتھ میں ------ میں تو ولی بن گیا اک رات میں۔

عشق کرو گے تو کماؤ گے نام ------- تہمتیں بٹتی نہیں خیرات میں۔(قتیل شفائی)

تقطیع:	مفتعلن	مفتعلن	فاعلن۔ (مطوی مکشوف)
	ہاتھ دیا	اس نے مرے	ہاتھ میں۔
	میں تو ولی	بن گیا اک	رات میں۔
شعر نمبر 2۔	مفتعلن	مفتعلن	فاعلان۔ (مطوی موقوف)
	عشق کرو	گے تو کما	ؤ گے نام۔
	تہمتیں بٹ	تی نہیں خے	رات میں

6۔بحر مقتضب: یہ مرکب بحر جن دو ارکان کی تکرار سے بنی ہے وہ مفعولاتُ مستفعلن ہے یعنی یہ بحر منسرح کی عکس بحر ہے اس بحر میں مفعولاتُ پہلے اور مستفعلن بعد میں جبکہ اس بحر میں اور اس بحر میں مستفعلن پہلے اور مفعولاتُ بعد میں آیا ہے لیکن دیگر مرکب بحور کی طرح یہ بھی سالم مستعمل نہیں بلکہ اس بحر کا استعمال بھی اردو شاعری میں نہ ہونے کے برابر ہے البتہ اس کی ایک زحاف صورت جس میں کلام ملتا ہے وہ ہزج کے ایک وزن سے بھی اخذ ہے اس لیے اس وزن کی تقطیع ہزج میں ہی کی جاتی ہے، اس بحر کا جو وزن معروف ہے وہ یہ ہے۔

مقتضب مثمن مطوی مطوی مسکن، مطوی مقطوع۔ فاعلاتُ مفعولن فاعلاتُ مفعولن۔

ہزج میں یہ وزن اشتر سالم سے حاصل کیا جاتا ہے جو اس وزن کی نسبت آسان ہے کیونکہ وہاں صرف ایک زحاف واقع ہوا ہے، ہزج مثمن اشتر سالم / ہزج مربع مضاعف۔ فاعلن مفاعیلن فاعلن مفاعیلن،

فراز کی ایک مشہور غزل ہے اس کی تقطیع کر کے دونوں اوزان میں لکھتے ہیں۔

اس قدر مسلسل تھیں شدتیں جدائی کی----- آج پہلی بار اس سے میں نے بے وفائی کی۔

دکھ ہوا جب اس در کل فراز کو دیکھا----لاکھ عیب تھے اس میں خو نہ تھی گدائی کی۔(احمد فراز)-

ہزج کے مثمن اشتر سالم میں اس کی تقطیع کرتے ہیں۔

فاعلن	مفاعیلن	فاعلن	مفاعیلن۔
اس قدر	مسلسل تھیں	شدتیں	جدائی کی۔
آج پہ	لِ بار اس سے	میں نے بے	وفائی کی۔

اب مقتضب کے وزن میں اس کی تقطیع لکھتے ہیں تاکہ فرق واضح ہو جائے۔

فاعلاتُ	مفعولن	فاعلاتُ	مفعولن۔

اس قدرم سل سل تھیں شد تیں ج دائی کی۔
آج پہلی بارس سے میں نے بے و فائی کی۔

دونوں اوزان میں تقطیع اس لیے دکھائی کہ کہیں عروض کی کتابوں میں یہ وزن موجود ہے تو یہ بات ذہن میں یاد رکھنی چاہیے کہ جب ایک وزن مفرد بحر سے حاصل ہو سکتی ہے تو مرکب میں جانے کی ضرورت نہیں، کمال احمد صدیقی اپنی کتاب "عروض سب کے لیے" میں اس وزن کے متعلق لکھتے ہیں۔

"اس آہنگ کو مرکب بحر میں دکھانے کی چنداں ضرورت نہیں کیونکہ مفرد
بحروں میں جو آہنگ ہو ان کا استخراج
مرکب بحروں میں کرانا مناسب نہیں۔۔۔۔
لیکن پہلی ترجیح اس آہنگ کو ہزج میں ملے گی کیونکہ وہاں یہ آہنگ ہے
فاعلن مفاعیلن فاعلن مفاعیلن (مربع مضاعف) اس میں صرف دو اشتر
رکن فاعلن ہیں اور باقی دو سالم ارکان ہیں"(13)۔

بارہ مفرد بحور میں سے چھے بحریں ایسی ہیں جن کے زحاف اوزان اردو شاعری میں مستعمل ہیں لیکن ان میں سے مقتضب اور سریع رفتہ رفتہ متروک ہو جاتی ہے اگرچہ شعراء کا کلام اس میں ملتا ہے لیکن دیگر مرکب بحور کی طرح ان بحروں کا استعمال بہت کم ہے لیکن وقت کے ساتھ ساتھ اب نئے اوزان متعارف ہو رہے جو انہی بحور کے زحاف ارکان سے حاصل کیے جاتے ہیں۔

حوالہ جات

1)اردو غزل کا تکنیکی ہیتی اور عروضی سفر، ناشاد ارشد محمود، ڈاکٹر، مجلسِ ترقی ادب لاہور، اگست 2008 ص 46۔

2)لسانی و عروضی مقالات، سیّد، جابر علی، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، 1989، ص 107۔

3)فارسی عروض کی تنقیدی تحقیق اور اوزانِ غزل کے ارتقاء کا جائزہ، مترجم، محمود، بذلِ حق، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، ص 42۔

4)شہر سخن آراستہ ہے، احمد فراز، دوست پبلی کیشنز، اسلام آباد، 2004، ص 1123۔

5)ایضاً ص 534۔

6)رنگ-خوشبو-روشنی (کلیات غزل)، قتیل شفائی، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، 2017، ص 353۔

7)ایضاً ص 513۔

8)ایضاً ص 477۔

9) شہر سخن آراستہ ہے، احمد فراز، دوست پبلی کیشنز، اسلام آباد، 2004، ص 1294۔

10)رنگ-خوشبو-روشنی (کلیات غزل)، قتیل شفائی، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، 2017، ص 379۔

11)ایضاً ص 1661۔

12)ایضاً ص 284۔

13)عروض سب کے لیے، صدیقی، کمال احمد، سیونتھ سکائی پبلی کیشنز، لاہور، فروری 2012، ص 271۔